Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ ۔ ۸۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش ۸۔ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۰۴

محترم صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کے بارے میں خصوصی دعاؤں کی درخواست

ربوہ ۶۔ مئی جیسا کہ احباب کو معلوم ہے، محترم صاحبزادہ کرنل (ریٹائرڈ) مرزا داؤد احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے، یکم مئی سے برین ہیمرج کی وجہ سے بے ہوش ہیں۔ تاحال حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ حالت قابلِ فکر ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب کی کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

جس کا عبادت سے تعلق نہیں اس شخص کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں

ایسا شخص لکڑی کا ڈھیر ہے وہ سرسبز درخت نہیں کہلا سکتا

نمازوں کی تلقین ہمیشہ رحمت اور صبر کے ساتھ دعاؤں کے ذریعے کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ شہادت ۱۳۷۲ ہش (۲۳۔ اپریل ۱۹۹۳ء) کا خلاصہ جو حسب معمول بیت الفضل لندن سے براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

ربوہ۔ ۲۳۔ اپریل۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اگر عبادت سے تعلق نہیں تو ایسے شخص کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب نماز کی تلقین کریں تو ایسے احباب جماعت کو رحمت اور صبر کے ساتھ تلقین کریں اور اپنی ذات میں نمازوں کی پابندی پیدا کریں۔ پھر آپ کی آواز میں زیادہ اثر ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشادات بیت الفضل میں خطبہ دیتے ہوئے بیان فرمائے۔ یہ خطبہ حسب معمول تین مواصلاتی رابطوں کے ذریعے دنیا بھر میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا آج یہاں آنے سے کچھ دیر پہلے عزیزم مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی فیکس مجھے ملی جس میں انہوں نے ذکر کیا کہ آج مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی تربیتی کلاس کا افتتاح ہے۔ اس لئے آج کے خطبہ میں اس تربیتی کلاس کے افتتاح کے ضمن میں بھی کچھ باتیں بیان کریں۔

حضور نے فرمایا اس مقصد کے لئے میں نے جو آیت آج چنی ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ اور خبردار جو مرکزی نماز ہے اس کو نہ بھولنا اور اللہ کے حضور عبادت کے لئے جھکتے ہوئے کھڑے ہو جایا کرو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حافظوا کے لفظ میں محض عام حفاظت کا ذکر نہیں بلکہ اس لفظ سے بہت سے معانی پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کے معنے حفاظت کے علاوہ، دوام، مستقل مزاجی اور وفا سے قائم ہو جانا بھی ہے۔ اس انسٹی ٹیوشن کی حفاظت کرو اسے خطرات سے بچاتے رہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اس کے معنے یہ بیان فرمائے ہیں کہ اگر تم نماز کی حفاظت کرو گے تو نماز خود تمہاری حفاظت کرے گی۔ اور تمہیں فحشاء اور منکرات سے بچائے گی۔ اور دائم تمہارے ساتھ ہوگی۔ اور بے وفائی نہیں کرے گی اور تمہاری نگرانی رکھے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا تربیتی کلاس کے موقع پر سب سے اہم نصیحت نماز کی حفاظت کی نصیحت ہے۔ تم اس کی حفاظت کرو یہ تمہاری حفاظت کرے گی۔ پس ایک دوسرے سے طاقت پکڑو۔ حفاظت کا لفظ نماز کے تعلق میں عام ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو کھولتے ہوئے مزید فرماتا ہے کہ اللہ سے مدد مانگو تو صبر اور صلوٰۃ سے مدد مانگو۔ پس یہ بہت گہرا مضمون ہے۔ اس میں ہر قسم کے خطرات سے حفاظت کا وعدہ ہے۔ معاشرے میں بھائی بھائی اور بہن کے درمیان بھی اختلافات ہو جاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر جب کسی قسم کی حفاظت کی ضرورت ہو اور تم نماز کی حفاظت پر مستعد ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ ہر مشکل کے وقت نماز تمہاری حفاظت کے لئے مستعد ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے نماز سے تعلق قائم کرنا اپنی ساری زندگی سے تعلق قائم کرنا ہے۔

اس ارشاد کا دوسرا حصہ بیان کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خبردار مرکزی حیثیت کی نماز سے غافل نہ ہو جانا۔ مختلف مفسرین نے اس سے مختلف نمازیں مراد لی ہیں۔ بعض کے نزدیک عصر مرکزی نماز ہے۔ بعض کے نزدیک اہمیت کے اعتبار سے تہجد مرکزی نماز ہے۔ اور بعض فجر کو مرکزی نماز قرار دیتے ہیں۔ بعض دوسرے مفسرین نے یہ معنی لیا ہے کہ مرکزی نماز کا فیصلہ ہر شخص کے موقع محل کے مطابق ہوتا ہے۔ جو نماز سب سے زیادہ دوبھر ہو، جو کاموں اور مشاغل کے درمیان آجائے اور خطرہ ہو کہ انسان وہ نماز کھو دے گا تو اس کی حفاظت کرے تو اس کے لئے وہ نماز صلوٰۃ وسطیٰ بن جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مغربی ممالک میں وقت کی کمی کا عذر کر کے ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ یہاں ایسے مواقع پہ دونوں نمازیں الگ الگ پڑھنا اور جس نماز کو ٹالا گیا ہے اس کو اپنے وقت پر ادا کرنا صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کرنا ہے۔ شریعت میں بعض سہولتیں دی گئی ہیں اور ان سے استفادہ منع بھی نہیں ہے لیکن جہاں انسان اپنے نفس سے اجازتیں لینا شروع کر دے تو اسے شریعت کی اجازت نہیں کہا جا سکتا۔

ایک لطیفہ

حضور ایدہ اللہ نے اس موقع پر ایک شخص کا لطیفہ سنایا جو روزانہ صبح کے وقت گنے کے کھیت کے پاس سے گزرا کرتا تھا۔ وہ چوری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک دن اس کو خیال آیا کہ کیوں نہ کھیت سے اجازت لے لی جائے اور پھر گنے توڑے جائیں چنانچہ وہ کھیت کو مخاطب کر کے کہتا

او بی بی کمادی
تجھ سے پوچھے بھائی قاضی
گنے تین توڑ لوں کہ سات

اور پھر خود ہی کھیت کی طرف سے کہتا

پانچ سات توڑ لے۔

اس طرح سے وہ روزانہ گنے توڑ کر لے جاتا۔ ایک دن زمیندار کو جب پتہ چلا کہ کوئی شخص روزانہ آتا ہے اور گنے توڑ کر لے جاتا ہے تو وہ گھات میں چھپ

مسلسل صفحہ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر بیٹھ گیا اور اس شخص کو یہ اجازت لیتے دیکھ کر پکڑ لیا ۔ ساتھ ہی ٹھنڈے پانی کی نہر بہتی تھی ۔ سردیوں کے دن تھے وہ اسے پکڑ کر وہاں لے گیا اور نہر کو مخاطب کر کے کہا کہ اے ٹھنڈے پانی تجھ سے میں عجز و انکسار سے اجازت لیتا ہوں کہ

غوطے تین دوں یا چار
اور پھر خود ہی کہنے لگا
پانچ سات دے لے

چنانچہ اس نے اس شخص کو خوب غوطے دیئے ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا نفس مجاز ہی نہیں اجازت دینے کا ۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا فرض کیا گیا ہے ۔ چنانچہ اگر تم نماز کی حفاظت سے عاری ہو گئے تو اللہ کی تقدیر بھی تم سے ہاتھ اٹھا لے گی ۔ اور اسطرح انسان خود اپنے آپ کو اللہ کی رحمت سے محروم کر لیتا ہے ۔ واضح نصائح سن کر غفلت برتتا ہے ۔

حضور نے فرمایا میں نمازوں پر جتنا بھی زور دوں کم ہے ۔ اگر ہر خطبے میں بھی میں اس کا ذکر کر دوں تو یہ کم ہوگا ۔ یہ بے وجہ تکرار نہ ہوگی ۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک اہم نکتہ یہ بیان فرمایا کہ تمام انسانی صلاحیتیں نماز میں اکٹھی ہو جایا کرتی ہیں ۔ میں نے ساری زندگی کے تجربے سے دیکھا ہے کہ جب نماز کو پوری توجہ سے پڑھا جائے تو انسانی صلاحیتیں بار بار آپ کو آپ کے نقائص سے آگاہ کرتی ہیں اور آپ کا وجود مختلف رنگوں میں آپ کے سامنے آتا ہے کبھی ایک غفلت جاگ اٹھتی ہے کبھی دوسری ۔ اسطرح سے نماز آپ کو بیدار کرتی رہتی ہے اور آپ کی حفاظت کرتی رہتی ہے ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نماز کی حفاظت کے کتنے وسیع معانی ہیں ۔ پہرہ دینے والے آواز لگاتے ہیں "جاگتے رہو" ۔ حالانکہ پہرہ دینے والا خود جاگتا ہے ۔ اسکی مراد یہ تو نہیں ہوتی کہ گھر والے ساری رات سونے کی بجائے جاگتے رہیں یا اس کے ساتھ مل کر پہرہ دیں ۔ بلکہ اس کا مطلب گھروں میں موجود لوگوں کو ہوشیار کرنا ہوتا ہے ۔ نماز بھی کام کرتی ہے یہ اندر سے آپ کو جگاتی اور بیدار رکھتی ہے ۔ جو شخص کوشش کر کے اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ بڑا اہم لیکن بڑا مشکل کام ہے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نماز کی لذت کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو نماز میں ایسی لذت آتی تھی کہ آپ دنیا جہان سے کھوئے جاتے تھے ۔ نمازوں کی یہ لذت ایک دن میں نہیں آجاتی ۔ یہ لذت محنت کر کے کمائی جاتی ہے ۔ جسطرح ایک زمیندار پھلدار پودے پر محنت کرتا ہے اور جب اس کا پھل آنے کا وقت ہو جاتا ہے تو محنت چھوڑ نہیں دیتا بلکہ پھل میں رس اور مزا پیدا ہو جانے تک محنت کرتا رہتا ہے نماز ایک ایسا رزق ہے جو روحانی توانائی عطا کرتا ہے اور کامل روحانی توانائی حاصل ہونے سے پہلے بیچ بیچ میں اللہ تعالیٰ نمونے کے طور پر چسکے بھی دلاتا رہتا ہے ۔

امیر احمدی احباب کیلئے صلوٰۃ وسطیٰ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ الوسطیٰ (مرکزی نماز) کی وضاحت کے لئے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا ایسے احمدی جو امیر ہیں ان کے معاشرے میں میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے مخلص لوگ ہیں ۔ نمازیں پوری پڑھتے ہیں ۔ چندوں میں بھی آگے آگے ہیں ۔ اطاعت میں بھی مخلص ہیں لیکن ان کو وہم ہے کہ وہ صبح کی نماز سے مستثنیٰ ہیں ۔ ساری ساری رات باتیں کرتے گپیں لگاتے رہتے ہیں ، شادی بیاہ کی راتوں میں تو خصوصیت سے ایسا ہوتا ہے ۔ اور پھر چونکہ دیر سے سوتے ہیں ۔ اس لئے خود کو صبح کی نماز پر اٹھنے سے معاف قرار دے لیتے ہیں کہ جب آنکھ کھلے گی تب نماز پڑھیں گے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی وجہ سے رات کی بعد از عشاء مجالس کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے کہ اس سے صبح کی نماز پر اثر پڑ جاتا ہے ۔ احمدی احباب کے بعض معاشرہ میں بھی رات کو کھانے کے بعد ایسی مجالس لگائی جاتی ہیں ۔ انہی مجالس میں پھر چغلیاں بھی ہوتی ہیں ادھر اُدھر احتیاط سے دیکھ کر کہ کون کون غیر حاضر ہے اور پھر یہ بھی دیکھ کر کہ جو غیر حاضر ہے اس کا کوئی رشتہ دار تو ایسا نہیں جو اس تک بات پہنچا دے ۔ ساری احتیاطیں کرنے کے بعد چغلیاں شروع ہوتی ہیں اور یہ باتیں ان کے لئے گویا رات کے کھانے کے بعد سویٹ ڈش بن جاتی ہے ۔ اگر ایسی مجالس میں ذکر الٰہی ہو ، ایمان کی باتیں ہوں ، نیکی کے مشورے ہوں تو پھر تو وہ ایسی اچھی مجالس ہو سکتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی ناپسندیدگی سے مستثنیٰ ہوں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجالس کی ایسی کیفیت ہی اس بات کا فیصلہ کر سکتی ہے کہ یہ اچھی ہیں یا بری ۔ اسی طرح ہر چیز کو فی ذاتہٖ تو خراب نہیں قرار دیا جا سکتا اس کا استعمال ہی اس کو برا بناتا ہے ۔ پاکستان سے مجھے کئی خطوط آئے ہیں کہ ٹی وی اور وی سی آر نے بڑی خرابیاں پھیلا دی ہیں ۔ اب ڈش انٹینا بھی لگ رہے ہیں جن کے ذریعے باہر کی گندی فلمیں بھی دیکھی جائیں گی ۔ حضور ایدہ اللہ نے سوال کیا کہ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ گندے مناظر نہ دیکھنے کے لئے آنکھیں نکلوا دی جائیں یا بری باتیں سننے سے روکنے کے لئے کان بند کروا دیئے جائیں یا بری باتیں کرنے سے روکنے کے لئے زبان کٹوا دی جائے ۔ ان چیزوں کو بند کر کے بیٹھنا ممکن نہیں ہے ۔ انسان کو جب اللہ تعالیٰ نے شعور عطا فرمایا ہے تو یہ بڑی جہالت کی بات ہوگی کہ ہم یہ کہیں کہ کہیں کوئی ڈش انٹینا سے گندی باتیں نہ دیکھ لے اس لئے ڈش انٹینا ہی نہ لگواؤ حضور ایدہ اللہ نے زور دے کر فرمایا اپنی حفاظت کرو ۔ اپنی نماز کی حفاظت کرو گے تو وہ تمہاری حفاظت کرے گی ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں سارے نظام ، انصار اللہ ، لجنہ اماء اللہ اور خدام سے اس تربیتی کلاس کے واسطے سے مخاطب ہوں ۔ اور سب کو کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ زور نمازوں کی حفاظت پر دیں ۔ سب منتظمین اس ضمن میں نگران اور بیدار ہوں اور ایک دوسرے کی حفاظت کریں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ اہم ذمہ داری گھر سے شروع ہوتی ہے اگر بچپن ہی سے پیار محبت اور سلیقے سے بعض دفعہ ذرا سختی سے نماز کی پابندی کی عادت ڈالی جائے تو بڑے ہو کر یہ عادت ساتھ رہتی ہے بچپن میں ہی نماز کی محبت پیدا کریں ۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا بعض بچیاں مجھے اپنے خاوندوں کے متعلق خط لکھتی ہیں کہ وہ ہر لحاظ سے اچھے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے ۔ جو ہر لحاظ سے اچھا ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا وہ لکڑی کا ایک ڈھیر ہے وہ زندہ درخت نہیں ہے ۔ اس کا زندگی سے تعلق ہی نہیں ہے ۔ اگر وہ عبادت نہیں کرتا تو اسی طرح بے جان ہے جسطرح وہ بچہ مردہ ہو جاتا ہے ۔ جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ماں سے اس کے رابطہ کی آنول نال پیٹ ہی میں کٹ جائے ۔ وہ نہ صرف خود مردہ ہو جاتا ہے بلکہ سارے وجود میں زہر ملا کر رکھ دیتا ہے ۔ اگر خدا سے عبادت کے ذریعے زندہ تعلق نہ ہو تو ساری اخلاقی خوبیاں بے جان ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ اپنے معاشرے میں ضرور کوئی نہ کوئی زہریلا اثر چھوڑتا رہتا ہے ۔

نصیحت میں رحمت پیدا کریں

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جب بھی احمدی احباب و خواتین کو نصیحتیں کریں اس کے ساتھ رحمت کے جذبات شامل کریں پھر وہ نصیحت کبھی بے اثر نہ ہوگی ۔ مائیں جب اپنے بچوں کو نصیحت کرتی ہیں تو ان کا اور اثر ہوتا ہے اور جو شخص راہ چلتے نصیحت کرتا ہے اس کا اثر مقابلۃً بہت کم ہوتا ہے ۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نصیحت کے ساتھ رحمت کی زیادتی یا کمی نصیحت کے مؤثر ہونے میں زیادتی یا کمی کرتی ہے اگر آپ درد دل سے نصیحت کریں گے اور تکلیف کا اظہار کر کے نصیحت کریں گے تو اگر مخاطب نہ بھی مانے تو اس کے دل میں ایک زخم ضرور لگے گا کہ اس نے مجھے بڑی درد مندی سے ایک بات کہی تھی میں اس پر عمل نہیں کر سکا ۔ اس کا ضمیر اس کو کچوکے دیتا رہے گا ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا خدام الاحمدیہ یا دوسری تنظیموں کے عہدیدار یاد رکھیں خشک نصیحت بے کار ہوتی ہے ۔ اپنی نصیحتوں کا تجزیہ کریں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار مجھ سے بھی ایسی غلطی ہوئی میں نے ایک ایسے شخص کو جو مقام اور مرتبے میں مجھ سے بڑا تھا کوئی نصیحت کی جو اس نے تحقیر سے رد کر دی ۔ اس پر مجھے بعض دفعہ خیال

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ۔۔۔۔۔ نذیر احمد ڈار

حضرت مولوی محمد دین صاحب

اکتوبر ۱۹۲۹ء میں جبکہ خاکسار کی عمر بارہ برس کی تھی ہمارے والد عبدالکریم صاحب ڈار جو ان دنوں بسلسلہ ملازمت بمقام ٹانگانیکا (جواب تنزانیہ کہلاتا ہے) مشرقی افریقہ میں مقیم تھے۔ خاکسار کے بڑے بھائی ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار سابق مورو گورو تنزانیہ مقیم فیصل آباد کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ہدایت پر قادیان مزید تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے بھی جہاں خاکسار کو جماعت ششم میں داخلہ ملا۔

ان دنوں تعلیم الاسلام کالج تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا۔ اور اس کا بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول بورڈنگ کہلاتا تھا سو میری رہائش بھی اس بورڈنگ ہاؤس میں ہوئی۔ اس بورڈنگ ہاؤس کو عملاً دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ اگر آپ بڑے گیٹ سے داخل ہوں تو بائیں طرف کا حصہ آٹھویں تک کے طلباء کے لئے مخصوص تھا یعنی جونیئر طلباء کے لئے اور دائیں ہاتھ کے دو ونگ نویں اور دسویں جماعت کے طلباء کے لئے مگر تیسرا ونگ جو ڈائننگ ہال کے ساتھ تھا وہ جامعہ احمدیہ کے طلباء کے لئے مخصوص تھا کیونکہ جامعہ کا اپنا بورڈنگ نہیں تھا۔

جامعہ احمدیہ کے چند طلباء جو وہاں مقیم تھے ان میں سے ایک نوجوان کا نام محمد دین تھا اچھا چست بدن۔ لمبا قد۔ خوش خلق ہنس مکھ قسم کا نوجوان۔ اس کے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے تھے۔ کیونکہ جونیئر اور سینئر طلباء علیحدہ علیحدہ حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس لئے شروع شروع میں ان سے خاکسار کا زیادہ رابطہ نہ تھا۔ البتہ ان کے ایک چھوٹے بھائی مکرم محمد حنیف صاحب جو بورڈنگ میں رہتے تھے خاکسار کے ہم جماعت تھے۔ ان کے ایک بڑے بھائی ملک محمد مستقیم صاحب کبھی کبھی اپنے بھائیوں سے ملنے آیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ ساہیوال میں قانون کی پریکٹس کرتے ہیں۔ محمد حنیف صاحب ملازمت سے ریٹائر ہو کر ربوہ آباد ہو گئے تھے اور تقریباً ۸ سال قبل وہاں ہی وفات پائی۔

یہ نوجوان محمد دین واقف زندگی تھا۔ تعلیم مکمل کرتے وقت تک تحریک جدید کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی توجہ یورپ کی طرف ہوئی اور مولوی محمد دین کو البانیہ بھجوایا گیا جہاں سے وہ یوگوسلاویہ اور پھر یونان گئے۔

اس عرصہ میں خاکسار تعلیم مکمل کر کے واپس ٹانگانیکا آ چکا تھا۔ اور یہاں سرکاری ملازمت اختیار کر لی تھی۔ جب مولوی صاحب یوگوسلاویہ میں تھے تو اس وقت کچھ عرصہ خاکسار کی ان سے خط و کتابت رہی۔ ان کا ایک خط جو انہوں نے خاکسار کو ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء یعنی ۵۳ سال قبل لکھا تھا اور اب تک اصل خط میرے پاس موجود ہے اسے ملاحظہ فرماویں۔ مولوی صاحب اس وقت کے یوگوسلاویہ کی اقتصادی۔ دینی اور اخلاقی حالت کا اس خط میں ذکر کرتے ہیں

برادرم عزیزم نذیر احمد صاحب شاد باش گذارش ہے کہ میں اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل خیر و عافیت سے ہوں اور اپنے مفوضہ کام میں حسب استطاعت کوشاں ہوں۔

آپ جیسے احباب کی دعاؤں کا سخت ہی محتاج ہوں۔ کاش اگر ایک دفعہ میرے لئے درد دل سے دعا ہو جائے تو زہے قسمت۔ آپ کا ملفوف ملا پڑھ کر پرانی یاد تازہ ہو گئی اور بورڈنگ کا زمانہ ایک لمحہ کے لئے سامنے آ گیا۔ خیر آپ کی یاد آوری کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں۔ وہ آپ کے اخلاص میں ترقی دے اور ہر طرح کے سامان مہیا فرمائے اور آپ کی نیک خواہشات اور ارادوں میں برکت ڈالے اور آپ کے دیگر دوستوں اور بھائیوں کو بھی نعماء سے محروم نہ رکھے۔

اگر آپ دینی اور دنیاوی ترقی کے خواہاں ہیں تو کسی قدر تجارت کا ملکہ پیدا کریں تو (اللہ نے چاہا تو) سب کچھ حاصل ہو جائے گا اور میری ناقص رائے میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ کسی قدر وہاں کام کر کے کچھ سرمایہ پیدا کریں اور امریکہ پرشیا۔ آسٹریلیا کی طرف رخ بدلیں تو اللہ نے چاہا تو ضرور کافی ترقی کریں گے۔ باقی خداوند کا فضل شامل حال ہو تو ہر جگہ ترقی کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ صرف انسان کی اپنی کوتاہی ہے۔

اگر مولوی شیخ مبارک احمد صاحب وہاں ہوں تو ان کو میری طرف سے بہت بہت سلام عرض کر دیں اور کہیں کہ اگر عربی اور انگریزی ٹریکٹ کی چند کاپیاں مجھے بھی ارسال کر دیا کریں مہربانی ہو گی۔

ان حالات میں مولوی محمد الدین صاحب ان ممالک میں کام کرتے رہے۔ انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔ اور وہ حضور کے ارشاد پر اٹلی آ گئے۔ اور پھر وہاں سے مصر اور وہاں سے قادیان واپس آ گئے۔

مورخہ بارہ اپریل ۱۹۴۲ء کو مولوی محمد الدین صاحب کی شادی محترمہ امۃ الغنی صاحبہ بنت بابو عبدالغنی صاحب آف انبالہ سے ہوئی۔ اس کے فوراً بعد انہیں افریقہ جانے کا ارشاد ہوا اور وہ قادیان سے مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء کو بذریعہ ریل بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ یعنی ان کی ازدواجی زندگی کا کل عرصہ تقریباً ۷ ماہ بنتا ہے۔ راہ خدا میں جان قربان کرنے کا ذکر بعد میں تفصیل سے آئے گا شروع دسمبر ۱۹۴۲ء میں ہوئی تھی اور مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۴۳ء کو یعنی آپ کی وفات کے چند ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام جمال الدین تجویز ہوا۔ مکرم جمال الدین صاحب پہلے کچھ عرصہ مرچنٹ نیوی میں کام کرتے رہے اور ۱۹۷۰ء میں انگلستان آ گئے اور یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی یہاں وہ جماعت احمدیہ ہیز (HAYES) کے ممبر ہیں اور اپنے رنگ میں خدمت سلسلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کی ہیں اور وہ سب ہماری دعاؤں کے حقدار ہیں۔

۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم دوئم شروع ہو چکی تھی اور جنگ کے شروع میں محوریوں کی قوت بہت زیادہ تھی۔ جون ۱۹۴۲ء میں خاکسار نہایت مخدوش حالات میں رخصت گزارنے قادیان گیا۔ جو ہمیں ہر تین سال کے بعد ملا کرتی تھی۔ ۱۵ جون ۱۹۴۲ء کو خاکسار کی شادی محلہ دارالرحمت کی ایک لڑکی رشیدہ بیگم سے ہوئی۔ ماہ جولائی میں ایک دن خاکسار پہلی گاڑی سے جو ان دنوں قادیان سے صبح چھ بجے چلا کرتی تھی۔ قادیان سے لاہور واپسی سفر کے سلسلہ میں ٹیکے لگوانے لاہور جا رہا تھا کہ مجھے بٹالہ سٹیشن پر اچانک کئی سالوں کے بعد مکرم محترم مولوی محمد دین صاحب سے ملاقات ہو گئی جو اسی گاڑی سے سفر کر رہے تھے۔ اسی طرح اچانک کئی سالوں کے بعد ملاقات ہونے کی وجہ سے جو خوشی ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ مولوی صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ ان کی تعیناتی مغربی افریقہ ہوئی ہے اور وہ پاسپورٹ بنوانے کے سلسلہ میں لاہور یا گورداسپور جا رہے ہیں۔ یہ تھی میری ان کے ساتھ آخری ملاقات

۱۴ اگست ۱۹۴۲ء کو خاکسار اور خاکسار کی بیوی بمبئی سے برٹش انڈیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی کے ایک جہاز ٹلاوا (TILAWA) پر سوار ہو کر کوئی ۲۸ دن کے بعد دارالسلام پہنچ گئے۔ اور کوئی ڈیڑھ یا دو ماہ کے بعد یہ جہاز جنوبی افریقہ کی بندرگاہ ڈربن سے ہو کر واپس بمبئی چلا گیا۔ اور اس جہاز کے اگلے سفر میں مولوی محمد دین صاحب نے سفر کیا۔ شومئی قسمت سے اس سفر میں یہ جہاز بدقسمت ثابت ہوا۔ ان دنوں لڑائی کی وجہ سے بحری سفر کی بہت مشکلات تھیں۔ بحر ہند جاپانی آبدوزوں سے بھرا پڑا تھا اور مشرقی افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ جرمن جنگی جہاز اپنی مرضی کے ساتھ جہاں اور جس اتحادی جہاز کو چاہتے غرق کر دیتے تھے۔

۶ نومبر ۱۹۴۲ء کو مولوی محمد دین صاحب شام کی گاڑی بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ قادیان کی ساری جماعت انہیں الوداع کرنے کے لئے سٹیشن پر آئی ہوئی تھی۔ راستے میں انبالہ سٹیشن پر ان کے عزیز و اقرباء اور جماعت کے احباب انہیں الوداع کرنے آئے تھے۔ بمبئی سے انہوں نے بذریعہ جہاز مشرقی افریقہ کی بندرگاہ ممباسہ (کینیا) جانا تھا۔ جہاں سے بری رستہ سے مغربی افریقہ جانا تھا۔ اس وقت اہل قادیان کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ اور نہ ہی ہو سکتا تھا۔ کہ یہ ان کی آخری ملاقات ہے۔ گو اس وقت کے سیاسی اور جنگی حالات کے پیش نظر فکر ہر کسی کو ہو گا۔ چند دن بمبئی قیام کے بعد مولوی صاحب اسی جہاز ٹلاوہ (TILAWA) سے جو ہمیں دو ماہ قبل دارالسلام چھوڑ کر آیا تھا۔ سوار ہو کر ممباسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ عام طور پر بمبئی سے ممباسہ پہنچنے پر ۱۲ دن لگتے ہیں۔ مگر ان دنوں جنگ کی وجہ سے یہ جہاز ۲۲ سے ۲۵ دن میں جایا کرتے تھے کیونکہ ہر لمحہ جاپانی آبدوزوں کے حملہ کا خطرہ ہوتا تھا اور یہ جہاز نہایت احتیاط سے رستہ بدل بدل کر سفر کیا کرتے تھے بمبئی سے تقریباً تین دن کی مسافت کے بعد ایک دن رات کے کوئی بارہ بجے جہاز میں خطرہ کا الارم (سائرن) بجا۔ جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ ایک جاپانی آبدوز نے جہاز تارپیڈو کر دیا ہے اور مسافر فوراً جہاز چھوڑ دیں۔ جہاز میں ہر طرف بھاگم بھاگ شروع ہو گئی۔ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کے لئے عموماً جان بچانے والی کشتیاں (لائف بوٹس) تیار ہوتی ہیں اور جہاز کے ڈوبنے سے پہلے پہلے انہیں کشتیوں میں بٹھا کر سمندر میں اتار دیا جاتا ہے مگر ڈیک کے مسافروں کے لئے صرف لائف بیلٹ ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مولوی صاحب بھی قواعد کے مطابق لائف بیلٹ پہن کر کپتان کے حکم کی تعمیل میں اوپر والے عرشہ پر آ گئے ہوں گے۔ اس کے بعد پتہ نہیں کیا ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو اور جماعت کو قدرتی طور

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

فرنٹیئر پوسٹ
۴- نومبر ۱۹۹۲ء

مکرم سلیم احمد ملک (لاہور سے) فرنٹیئر پوسٹ کے ۴ نومبر ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔

آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے میں ایک نہایت اہم قومی مسئلے پر تاریخی تناظر میں کچھ گذارشات کرنا چاہتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا پاکستان کو ایک مذہبی ریاست بنانا مقصود تھا یا سیکولر ریاست۔

تاریخی تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ درحقیقت قائد اعظم برصغیر میں رہنے والے مسلمانوں کو ہندو کی سیاسی اور اقتصادی اجارہ داری سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ اور اس وقت دونوں ملکوں میں رہنے والی اقلیتوں کا کثیر تعداد میں انخلاء کا کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا۔

اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو عظیم قانون دان میاں محمود علی قصوری مرحوم نے اپنی وفات سے پہلے بار روم میں بیان کیا۔

انہوں نے بتایا کہ جب وہ لندن میں تھے تو طلباء کی ایک تنظیم نے قائد اعظم کو ایک لیکچر دینے کی دعوت دی۔

قائد کے عظیم الشان لیکچر کے بعد انہوں نے قائد اعظم سے سوال کیا کہ چوہدری رحمت علی صاحب کے پاکستان کے نظریہ کے مطابق غیر مسلم اقلیتوں کے انخلاء کا خیال بھی موجود ہے۔ اس سوال پر قائد اعظم کا جذبات سے چہرہ سرخ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ اس بات کو سوچنا بھی پاگل پن کی بات ہے۔ کیونکہ پاکستان ایک مذہبی ریاست نہیں ہو گی بلکہ ایک جدید جمہوری ریاست ہو گی جس کے تمام شہری بلاتمیز مذہب و ملت اور بلا امتیاز ایک جیسے حقوق کے حامل ہوں گے۔

نظریہ پاکستان کے الفاظ قائد نے کبھی بھی اپنی کسی تقریر یا تحریر میں استعمال نہیں کئے۔ بلکہ پاکستان کے بن جانے کے بعد خود ساختہ نظریہ سازوں نے یہ اصطلاح ایجاد کی اور یہ لوگ شروع ہی سے نہ صرف قائد اعظم بلکہ پاکستان کے بھی مخالف تھے۔

قائد اعظم پاکستان کو مذہبی ریاست ہرگز نہیں بنانا چاہتے تھے اور وہ ایسا کہنے کی جرأت بھی رکھتے تھے ملا لوگ البتہ اس کے خلاف خیالات رکھتے تھے۔

درحقیقت وہ اس ملک کی تخلیق ہی کے مخالف تھے اور جو وہ آج تک کرتے آئے ہیں وہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان کو ابھی تک بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔

انہی جیسے مذہب کے اجارہ داروں نے سرسید احمد خان کی بھی اسی لئے مخالفت کی تھی اور انہیں کافر قرار دیا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم دلانے کا انقلابی عمل شروع کیا تھا۔ اور یہی سلوک انہوں نے علامہ اقبال اور قائد اعظم سے بھی کیا۔

اس کے علاوہ وہ جانتے ہیں کہ کس طرح ابن خلدون اور امام ابوحنیفہ جیسے دانش وروں کو بھی گمراہ اور کافر قرار دیا گیا تھا حالانکہ وہ ہمیشہ اپنے دین اور ایمان کا ادعا کرتے رہے تھے۔

جنرل ضیاء نے مولانا ظفر احمد انصاری چیئرمین کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی سے یہ فتویٰ حاصل کیا کہ اسلام میں سیاسی پارٹیوں کا کوئی جواز نہیں ہے اس لئے پارٹیوں پر مبنی الیکشن اسلام کے عقائد کے خلاف ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس فتویٰ کے ذریعے جنرل ضیاء نے کس طرح اسلام کے استحصال کی کوشش کی تھی انہوں نے اس بات کو فراموش کر دیا کہ پاکستان کی تخلیق بذات خود ایک سیاسی پارٹی کی جدوجہد کا نتیجہ تھی۔

اسلام کے نام پر ایک جعلی ریفرنڈم کا انعقاد کیا گیا حالانکہ مقصد صرف یہ تھا کہ اپنے آمرانہ دور حکومت کو ممتد کیا جائے اس ریفرنڈم کا جس بھونڈے طریقے سے انعقاد کیا گیا وہ تمام دنیا میں وجہ تضحیک بن کر رہ گیا۔

ہمارے ملک میں ابھی تک تکفیر کا عمل انتہائی اونچے طبقے میں بھی چل رہا ہے۔ حزب اختلاف کی ایک لیڈر پر بھی ایک بڑے مذہبی رہنما نے نیشنل اسمبلی کے فلور پر کفر کا فتویٰ داغ دیا تھا۔ منافقت اور ناروا داری نے ہمارے ملک میں غلبہ پالیا ہے اور اس کے نتیجہ میں فرقہ واریت نے پاکستان کو گھن کی طرح کھانا شروع کر دیا ہے اور ملک کے امن اور سکون کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۹۵۳ء میں جوڈیشنل انکوائری کمیشن کی کارروائی کے دوران مختلف فرقوں کے مشہور و معروف علماء کرام سے سوال کیا گیا کہ وہ مسلمان کی تعریف کریں۔ انکوائری کمیشن کے مطابق اس بنیادی سوال پر کوئی سے دو علماء بھی آپس میں اتفاق نہ کر سکے۔

جب جناح اور اس کی ساری قوم اپنی جدوجہد کے سخت ترین دور سے گذر رہے تھے۔ تو ملاؤں نے ہر قسم کے فتوے ان کے خلاف جاری کئے اور وہ اس مہم میں اس قدر گر گئے کہ انہوں نے قائد اعظم کی فیملی لائف کو بھی معاف نہ کیا۔ لیکن قائد اعظم نے ان کی ان تمام باتوں کا جرأت اور دلیری سے مقابلہ کیا۔ مسٹر جناح انتہائی دوربین نظر رکھتے تھے۔ جب ان کی کوششیں کامیاب ہو گئیں تو انہوں نے واضح الفاظ میں ان اصولوں کی نشان دہی کی جن پر اس ملک کی بنیادیں رکھی جانی تھیں۔ اور یہ اصول ان کی اس تاریخی تقریر میں بیان کئے گئے ہیں جو انہوں نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو کی۔ اس تقریر میں انہوں نے پاکستان کے نظریہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آپ آزاد ہیں۔ آپ آزاد ہیں۔ پاکستان میں اپنے مندروں میں جانے کے لئے آپ آزاد ہیں اپنی مساجد میں جانے کے لئے یا کسی بھی اور عبادت گاہ میں جانے کے لئے۔ آپ کسی بھی مذہب یا برادری سے تعلق رکھیں حکومت پاکستان کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہو گا۔ ہم اس وقت ایسے ماحول میں اپنا کام شروع کر رہے ہیں جب کہ کسی کمیونٹی کے مقابلہ پر کسی دوسری کمیونٹی سے امتیاز نہیں ہے۔ کسی ذات یا برادری یا عقیدہ رکھنے والوں میں کوئی تمیز یا فرق موجود نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ اس ریاست کے کام کو شروع کر رہے ہیں کہ اس ریاست میں بسنے والے تمام شہری برابر کا درجہ رکھیں گے۔

بابائے قوم کی یہ تقریر ہمارے ملک کے آئندہ بننے والے دستور کے لئے میگنا کارٹا کی حیثیت رکھتی تھی۔

دراصل یہ وہ منزل تھی جس کا خواب قائد اعظم نے دیکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قائد اعظم کے اوپر دئے گئے خطاب کی اس کے علاوہ اور کوئی تفسیر ممکن ہی نہیں کہ پاکستان کا آئندہ دستور سیکولر بھی ہو گا اور جمہوری بھی۔

قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ داخل کرنے کی کوشش دراصل قائد اعظم کے پاکستان کی روح کے خلاف ایک رجعت قہقری کے سوا اور کچھ نہیں۔

روشن خیال اور تعلیم یافتہ طبقہ کو چاہیئے کہ وہ حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمت دکھائیں اور ہمارے اس پیارے پاکستان کو ان لوگوں کی دستبرد سے بچائیں جو اس کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ڈان
۲۵- اپریل ۱۹۹۳ء

روزنامہ ڈان کے ۲۵ اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں مسعود اے بھٹی خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔

آپ نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جو اس بات سے متعلق ہے کہ بچوں کی ایک پارک میں مسجد تعمیر کی جا رہی ہے اور باوجود یکہ اس کام کو روک دینے کا نوٹس تعمیر کرنے والوں کو دیا جا چکا ہے۔ اور یہ نوٹس بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نے دیا ہے۔ اس تعمیر کو روکا نہیں گیا۔ یہ بات اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ کس طرح زمین ہتھیائی جا رہی ہے۔ وہ زمین جو پارکوں یا کھیل کے میدانوں کے لئے مخصوص کی جا چکی ہے اسے مسجد کی تعمیر کا نام دے کر ہتھیایا جا رہا ہے۔ چند لوگ اکٹھے ہو کر ایک جگہ پر نماز ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور وہ جگہ پارک کا ایک کونا ہوتا ہے۔ جس کونے میں نماز پڑھی جاتی ہے اسے آہستہ آہستہ ایک سیمنٹڈ فرش بنا دیا جاتا ہے اور پھر اسے جیومیٹری کے حساب سے اس کا سائز بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔ یہ معمولی سا نظر آنے والا سیمنٹ کا فرش کچھ عرصے کے بعد ایک مسجد کی صورت میں نظر آنے لگتا ہے اور حکام کے علم میں آنے سے پہلے پہلے یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہوتی ہے۔ یا وہاں کے باشندوں کو اس بات کا احساس ہونے سے کہ جو جگہ بچوں کے پارک کے لئے رکھی گئی تھی وہ اب موجود نہیں ہے یعنی اب وہاں پارک تو نہیں ہے بلکہ پختہ مسجد بن چکی ہے۔ اس علاقے کے بچے اور خاندان اس سارے عمل کی وجہ سے ایک ایسی موجود جگہ سے محروم کر دئے جاتے ہیں جہاں وہ عام طور پر اپنی شامیں امن و امان کے ساتھ گذار سکتے تھے۔ اور جو شہر کی آلودہ زندگی سے کچھ دور ہوتی ہے۔

یہ تو کسی صورت میں بھی تجویز نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا جا رہا کہ مساجد کی تعمیر روک دی جائے یا اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ لیکن اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے کہ ایسی جگہوں پر مسجدوں کی عمارتیں کھڑی کی جائیں جہاں اس کام کے لئے اجازت حاصل نہیں کی گئی ہوتی۔ اور جو غیر قانونی طور پر حاصل کر کے اسے مسجد کہہ دیا جاتا ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس طرح زمین ہتھیالی جائے یا ایسی جگہیں جن کے لئے اجازت حاصل نہیں کی گئی۔ وہاں پر مسجدیں بنالی جائیں۔ یہ بات نہایت افسوس کا مقام ہے کہ صرف بچوں کی پارکوں ہی میں یہ عمل جاری نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسجدیں شہر کے تجارتی علاقوں میں بھی بغیر اجازت کے بنی ہوئی ہیں۔ یہ بات آپ کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ یہ رویہ اور یہ عمل بغیر کسی روک ٹوک کے جاری ہے۔ کیونکہ حکام اپنے آپ کو ان لوگوں سے جو ایسا کرتے ہیں معاملہ کرنے سے ڈرتے ہیں اور سختی کے ساتھ انہیں روک نہیں سکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہیں روکا گیا تو ان کے بنیاد پرست مضبوط لوگ کس طرح رد عمل کا اظہار کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ فوری طور پر ایک مہم کے ذریعے اس عمل کو روکا جائے۔ تھوڑی بہت خالی جگہیں جو ہمارے بچوں کے کھیلنے کے لئے رہ گئی ہیں اور خاندانوں کے لئے اپنا کچھ تھوڑا سا وقت گذارنے کے لئے ہیں جلد ہی ضائع ہو جائیں گی۔ اور صحیح تناظر میں یہ نظر نہیں آئیں گی۔

Besieged Bosnians

THROUGH your columns I would like to thank Lady Margaret Thatcher for her outspokenness, compassion, obvious humanity, sense of outrage, and above all her courage when she demanded that the besieged Bosnian Muslims should be allowed to procure arms to defend themselves against the barbaric onslaught of Serbs. She asked the world to take note of Serbian atrocities and to put a stop to the killings of Bosnian Muslims. Bosnians are being butchered, raped, pillaged, massacred and deprived of their land by the relentless attacks from Serb barbarians.

What is happening in Bosnia has no parallel in the history of mankind, and Serbs will always have the dubious honour of being the most depraved objects in creation. I do not want to call them humans as it will be an insult to the human race. What they are doing to Bosnians is inhuman. Humanity will always to ashamed of these specimens of depravity and heartless cruelty.

When Margaret Thatcher was the Prime Minister of Britain, someone said that she was 'the only man in the Cabinet'. I think she is the only man in the so called West, which prides itself of being the civilised, fair, just and equitable society in the world.

The killing of Bosnians appears to be well planned. The West and UN have joined hands in providing as much time as possible to well armed Serbs to annihilate, pillage and destroy Bosnian Muslims. Serbs can kill and pillage at their will as many Bosnians as possible, rape as many Bosnian women they will, maim as many Bosnian children as they wish and take as much Bosnian land as they want, till such time that the UN debates and vacillates to its heart's content, and finally passing some worthwhile resolution. Serbs, anyway, do not honour anything the UN resolves. They care two hoots for world opinion. They are enjoying killing innocent Bosnians so much that they have no intention of giving up their spree of barbarity.

The fact that makes us hang our heads in shame is the helplessness of the Muslim world. I wonder what has happened to their *hammiyat*? Where is their conscience? Have Muslims sold their souls to the Western devil that they cannot protect their own brothers and sisters? Do not they see the systematic annihilation of Muslims being pursued all over the world? Will they never wake up from their stuper? Why the UN and 'World Power' not take immediate effective steps to stop this carnage? What CNN is showing now-a-days is enough to shame anyone calling himself human. Why this hesitation to stop Serbian killers? Anyone with an iota of intelligence can see and feel that Serbs are being provided ample opportunities deliberately to annihilate as many Muslim Bosnians as they can. If Serbs were at the receiving end the whole world would have been up in arm.

Those countries which call themselves guardians of fairness, equality, fraternity and justice should hang their heads in shame that such massacres happen in their own civilised world. Is this equality and justice that the hands of Muslim Bosnians are being tied at their back. Arms embargo deprives them to defend themselves. They cannot protect their innocent children and their sisters and wives from Serbian animals. Bosnians cannot defend their motherland and the butchers of Serbia are allowed to kill, rape and plunder with complete impunity.

I feel ashamed that I am living on the same earth as the Serbs barbarians to see their unprecedented barbarity being inflicted on human beings.

Where are the high and mighty monopolists of justice, fairness and human rights. Their consciences seems to be on vacation, as they are unable or unwilling to stop Serbian marauders. Don't tell me the conscience of the civilised world is dead?

IQBAL JEHAN MAROOF (Mrs)
Karachi

DAWN SATURDAY, APRIL 24, 1993

ڈان

۲۴ر اپریل ۱۹۹۳ء

انگریزی اخبار ڈان کے ۲۴ر اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں مسز اقبال جہاں معروف کراچی سے خطوط کے کالم میں بوسنیا کے باشندوں کے متعلق لکھتی ہیں۔

آپ کے کالموں کے ذریعے میں لیڈی مارگرٹ تھیچر کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ وہ نہایت بے دھڑک ہو کر بات کرنے والی ہیں۔ ان میں ہمدردی کا جذبہ ہے۔ وہ انسانیت کی پاسداری کرتی ہیں اور غلط باتوں پر غصے کا اظہار بھی۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ انہوں نے حوصلہ کر کے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ محاصرے میں آئے ہوئے بوسنیا کے مسلمان باشندوں کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ خرید سکیں۔ انہیں سربیا کے درندگی نما حملوں سے حفاظت کی ضرورت ہے۔

انہوں نے عالمی برادری سے کہا ہے کہ وہ سربیا کے بے پناہ تشدد کا نوٹس لے اور بوسنیا کے مسلمانوں کی قتل و غارت کو روکے۔ بوسنیا کے باشندے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ ان کی عورتوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی جا رہی ہے۔ انہیں لوٹا جا رہا ہے۔ وہاں قتل و غارت کیا جا رہا ہے اور انہیں ان کی زمین سے محروم کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ سربیا لوگوں کے حملوں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ جو کچھ بوسنیا میں اس وقت ہو رہا ہے اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی اور سربیا کے لوگ ساری دنیا کی ذلیل ترین مخلوق سمجھے جا رہے ہیں۔

میں تو انہیں انسان بھی نہیں کہنا چاہتی کیونکہ ایسا کہنے سے انسانیت کی تذلیل ہوگی۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں جو غیر انسانی سلوک وہ بوسنیا کے باشندوں سے کر رہے ہیں وہ غیر انسانی ہے۔ انسانیت ہمیشہ اس قسم کے ظالم اور گھٹیا لوگوں پر ندامت کا اظہار کرے گی

جب مارگریٹ تھیچر برطانیہ کی وزیر اعظم تھیں تو کسی نے کہا کہ کابینہ میں وہی ایک مرد ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جسے مغربی دنیا کہا جاتا ہے اور جو اس بات پر فخر کرتی ہے کہ وہ مہذب ہے غیر منصفانہ کام نہیں کرتی۔ معاشرے میں برابری کی قائل ہے۔ اس میں صرف مارگریٹ تھیچر ہی ایک مرد ہے۔

جہاں تک بوسنیا کے باشندوں کی قتل و غارت کا سوال ہے ایسا لگتا ہے کہ اس کی خاصی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ مغرب اور اقوام متحدہ نے آپس میں اتحاد کر لیا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو سربیا سے تعلق رکھتے ہیں اور جو خاصے مسلح ہیں انہیں موقع دیا جائے کہ وہ بوسنیا کے مسلمانوں کو لوٹ مار کر کے اور قتل و غارت کے ذریعے انہیں ختم کر دے۔ سرب کے لوگ قتل کر سکتے ہیں۔ لوٹ سکتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ وہ جتنے بوسنیا کے لوگوں کو چاہیں قتل کریں۔ ان کی عورتوں سے جنسی بے راہ روی کا سلوک کریں۔ ان کے بچوں کو معذور کر دیں اور بوسنیا کی جتنی زمین چاہیں ہتھیالیں اور وہ اس وقت تک ایسا کرتے رہیں جب تک اقوام متحدہ بحث مباحثہ جاری رکھے اور دل کھول کر اس پر وقت صرف کرے اور آخر کار کچھ قابل قدر قرار داد میں منظور کرلے۔ لیکن یہ بات بھی تو ہے کہ سربیا کے لوگ اقوام متحدہ کی کسی قرارداد کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ وہ عالمی برادری کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے۔ وہ بوسنیا کے لوگوں کے قتل و غارت میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ وہ اس ظالمانہ کارروائی سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ وہ بات جو ہمارے سروں کو شرم سے جھکا دیتی ہے یہ ہے کہ اسلامی دنیا بالکل بے بس ہو کر رہ گئی ہے۔ میں حیران ہوتی ہوں کہ ان کی حمیت کو کیا ہو گیا ہے ان کا ضمیر کہاں ہے کیا ان لوگوں نے اپنے ضمیروں کو مغربی شیطان کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے مسلمان بھائی ساری دنیا میں تباہ کئے جا رہے ہیں۔ کیا وہ کبھی بیدار ہوں گے۔ اقوام متحدہ اور ایک "دنیا کی طاقت" کیوں کوئی ایسے اقدام فوری طور پر نہیں کر سکتی جس سے اس قتل و غارت کو روکا جا سکے۔ سی این این جو کچھ آج کل دکھا رہی ہے وہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو انسان کہتے ہوئے شرمائے۔ وہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو انسان کہتا ہے۔ اس کا سر ندامت سے جھک جائے۔ آخر سربیا کے قاتلوں کو روکنے میں کیوں دیر کی جا رہی ہے۔ جو شخص ذرا سی بھی ذہانت رکھتا ہے۔ اس بات کو دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ سربیا کے لوگوں کو جان بوجھ کر بوسنیا کے مسلمانوں کی تباہی کے مواقع مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اگر یہی کیفیت سربیا کے لوگوں کے ساتھ ہوتی یعنی انہیں قتل کیا جا رہا ہوتا تو ساری دنیا فوری طور پر اسلحہ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاوید اقبال ناصر

امتحان اور دُعا

یوں تو ہر انسان اس دنیا میں مختلف امتحانات سے گذرتا رہتا ہے۔ ہر STUDENT کو امتحانوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ سکول کی ابتدائی تعلیم سے لے کر اپنی پڑھائی مکمل کرنے تک ہر طالب علم کو امتحان دینا پڑتا ہے۔ بعض امتحان میں کامیابی قدم چومتی ہے اور بعض امتحان میں ناکامی اور مایوسی دیکھنا پڑتی ہے۔

لیکن اگر امتحان کے وقت خدا کو بھی یاد رکھا جائے اور انسان جس حد تک امتحان کی تیاری کے لئے ظاہری تدبیر کر سکتا ہے پوری کوشش کرتے ہوئے تیاری کرے لیکن تیاری کے دنوں میں خدا سے بھی دعائیں کرتا رہے اور اپنے پیارے امام کو بھی دعائیہ خطوط لکھتا رہے تو خدائی تائید اور نصرت ضرور شامل حال رہتی ہے۔

خاکسار کو پچھلے سال یعنی ۱۹۹۲ء کو F.A کا امتحان دینے کا جنون طاری ہو گیا تو امتحان کی غرض سے داخلہ بھیج دیا۔ جماعتی مصروفیات کی وجہ سے تیاری تو خاص نہ کر سکا لیکن اپنا تعلق خدا کے ساتھ جوڑے رکھا تو خدا تعالےٰ نے ایسے رنگ میں مدد فرمائی کہ ہر انسان شاید اس پر یقین نہ کر سکے اور وہ لوگ جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ انسانی تدبیر ہی صرف انسان کے لئے اچھے یا برے نتائج لے کر آتی ہے وہ شاید ان باتوں کو ناممکن سمجھیں۔

امتحان کے دنوں میں ہی پرچہ کی تیاری کے لئے بھی دعائیں کیں لیکن جب پرچہ دینے کی خاطر EXAMINATION HALL جاتا تو اس وقت خاص طور پر دعا کرتا کیونکہ یہ عادت جامعہ احمدیہ میں امتحان کے دنوں سے پڑ چکی تھی۔ خدا تعالےٰ نے دعاؤں کو قبول کیا اور اپنے خاص فضل سے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ لیکن آج کے دن ENGLISH کے پرچہ میں خدا تعالےٰ نے جو خاص نصرت فرمائی تھی اس کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

انگلش کے پرچہ الف کی تیاری تو کچھ حد تک کر رکھی تھی۔ اگر مشکل تھی تو پرچہ 'بی' کی تھی۔ جب انگلش کے پرچہ 'بی' کا خیال آتا تو سخت پریشانی ہوتی کہ اس کی تیاری کیسے کروں۔ کیونکہ گرائمر تو اتنی آتی نہیں تھی۔ ویسے بھی انگلش کے پیریڈ میں جامعہ احمدیہ میں بخار سا ہونے لگتا تھا۔ جب ٹیسٹ پیپرز دیکھتا تو خیال آتا کہ کون کون سے ESSAY یعنی مضمون تیار کروں۔ LETTERS کیسے یاد کروں اور STORIES تیار کرنے کا بھی مسئلہ تھا۔ لیکن پھر خیال آتا کہ خدا تعالےٰ تو ہمارا مشکل کشا ہے وہ ضرور کامیاب کرے گا۔ چونکہ امتحان کے دنوں میں بہت سارے غیر از جماعت نوجوان دوست بن گئے تھے تو خاکسار نے انگلش کے پرچہ کی تیاری کے سلسلہ میں خاص دعائیں کیں اور یہ دعا خاص طور پر کی کہ اے خدا بہت سے غیر از جماعت جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لیہ کے مربی صاحب ایف۔ اے۔ کا امتحان دے رہے ہیں اگر میں اچھے نمبروں میں کامیاب نہ ہوا تو لوگ تو کہیں گے کہ جماعت احمدیہ کے مربی صاحب امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکے یا اچھے نمبروں میں کامیاب نہیں ہوئے۔

چنانچہ جب خاکسار نے انگلش کے پرچہ 'بی' کی تیاری کے سلسلہ میں ٹیسٹ پیپر کھولا تو سب سے پہلے ایک مضمون پر نظر پڑی جو تھا MY BEST FRIEND ۔ میرے دل میں ایک خیال ابھرا کہ یہی مضمون (اگر خدا نے چاہا تو ضرور پرچے میں آئے گا۔ چنانچہ خاکسار نے اس مضمون کو تیار کر لیا۔ جب میں کسی اور مضمون کو تیاری کی غرض سے دیکھتا تو دل میں شدت سے یہ خیال آتا کہ بس ایک ہی مضمون یعنی ESSAY جو تیار کر لیا گیا ہے کافی ہے۔ کسی اور مضمون کو اگر پڑھتا تو یہ احساس بار بار آتا کہ میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ یہی ایک ہی MY BEST ' ESSAY FRIEND کافی ہے۔

پھر جب LETTERS دیکھے تو بہت سے LETTERS ٹیسٹ پیپرز میں دیکھنے میں آئے لیکن جب یہ LETTER
Write a letter to your younger brother giving him a piece of advice about his studies.
نظروں سے گذرا تو آنکھیں اس پر جم گئیں اور دل نے اس بات کی گواہی دی کہ یہی LETTER امتحان میں آئے گا اسی کی تیاری کر لوں۔

اب مسئلہ تھا STORIES کا لیکن جب STORIES یاد کرنے کی غرض سے ٹیسٹ پیپرز دیکھا تو ایک STORY GREED IS A CURSE یعنی لالچ بری بلا ہے کے بارے میں خیال آیا کہ STORY اگر آئے گی تو بس یہی آئے گی۔ اس کے علاوہ اگر خیال آتا کہ کوئی اور بھی یاد کر لوں تو ایک دوسرا زبردست خیال پہلے تمام خیالات کو رد کر دیتا۔ آخر خاکسار نے ایک ہی مضمون ایک ہی خط اور ایک ہی کہانی یاد کی اور دل میں پورا یقین تھا کہ یہی چیزیں امتحان میں آئیں گی۔

لیکن جب EXAMINATION HALL پہنچا اور دعا کے بعد QUESTION PAPERS اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی LETTER ' ESSAY اور STORY پرچے میں آئے ہوئے ہیں جن کو یاد کیا گیا تھا۔ تب خاکسار نے بڑے اطمینان سے پرچہ دیا اور اسی طرح سارے پرچے خدا کی خاص تائید سے اچھے ہوتے رہے۔

جب نتیجہ نکلا تو خاکسار ۶۷۴/۱۱ نمبر لے کر فسٹ ڈویژن میں پاس ہو گیا۔

آج میں نے یہ خیال کیا کہ ان دنوں سٹوڈنٹس مختلف امتحان کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ کیوں نہ ان کی رہنمائی کے لئے ایسی بات لکھ دی جائے جس کو اپناتے ہوئے تمام طالب علم اپنی اپنی منزل مقصود کو آسانی سے حاصل کر لیں۔

خدا تعالےٰ ہم سب کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔

بقیہ ص ۳

پر مولوی محمد دین صاحب کے متعلق فکر ہوئی اور ان کے متعلق مزید تحقیق شروع ہو گئی اس کی ایک صورت یہ تھی کہ بدقسمت جہاز ٹلاوہ کے جو مسافر اور ملاح بچ سکے ان سے مل کر پتہ کیا جائے۔ یہ جہاز بمبئی سے ممباسہ زنجبار۔ دارالسلام ہوتے ہوئے جنوبی افریقہ کی بندرگاہ ڈربن جایا کرتے تھے اور اسی رستہ واپس بمبئی آتے تھے۔ چنانچہ مکرم محترم فضل کریم نون جو ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ دارالسلام اور اس کے بعد انگلستان میں جماعت احمدیہ جلنگھم کے صدر رہے ہیں اور ان کے مجھ پر بہت احسانات ہیں نے دارالسلام جماعت کے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایسے بنگالی ملاحوں سے جو اب اسی لائن پر اسی کمپنی کے دوسرے جہاز پر کام کرتے تھے دارالسلام کی بندرگاہ پر ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ جب ٹلاوہ تارپیڈو ہوا اور اس کے کپتان نے تمام مسافروں کو جہاز خالی کرنے کے لئے اوپر کے ڈیک پر آنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے مولوی صاحب کے حلیہ کے ایک نوجوان کو جو جہاز میں عموماً مذہبی باتیں کرتا رہتا تھا ڈوبتے ہوئے جہاز کے اوپر والے عرشہ سے سمندر میں دوسرے مسافروں کے ہمراہ چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد ان کا پتہ نہیں لگا۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی جہاز ڈوبتا ہے تو ان لوگوں کو جو سمندر میں جہاز کے قریب ہوتے ہیں۔ اپنی زد میں لے ڈوبتا ہے۔

اس بات کی مزید تصدیق جماعت احمدیہ انگلستان کے ایک نہایت مخلص دوست اور کارکن مکرم شیخ محمد حسن صاحب سے بھی ہوئی۔ شیخ صاحب کسی زمانہ میں احرار کے سرگرم رکن تھے اور احرار نے انہیں "غازی" کا خطاب دے رکھا تھا۔ بعد میں انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور ان کی شادی میاں فضل محمد صاحب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق تھے اور ان کا ذکر حضور کی کتب میں بھی ہے جو ہرسیاں والے بھی کہلاتے تھے، کی دختر حلیمہ سے ہوئی۔ مکرم شیخ حسن محمد صاحب مکرم محترم نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل کے خالو ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی باوجود کم علم اور معمر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ شیخ صاحب نے بتایا ہے کہ جن دنوں یہ جہاز ڈوبا تھا وہ بمبئی آرڈیننس ڈپو میں ملازم تھے اور ان کے افسر اعلیٰ ایک احمدی دوست مکرم خان صاحب قاضی محمد رشید صاحب جو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے ہم زلف تھے نے شیخ صاحب کو کہا کہ وہ کسی ایسے آدمی کی تلاش کریں جو اس جہاز سے بچ کر آیا ہو۔ حکومت ان تمام افراد کو جو بچ گئے تھے۔ انہیں پہلے بمبئی لے آئی تھی۔ چنانچہ شیخ حسن محمد صاحب ایسے آدمی کی تلاش میں بمبئی کی ایک ٹریول ایجنٹ لال دیوی کے گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ وہاں انہیں ایک ہندو نوجوان ملا۔ جس نے مکرم محترم قاضی صاحب کی موجودگی میں تصدیق کی کہ مولوی محمد دین صاحب کے حلیہ کا ایک نوجوان جس نے سبز پگڑی پہنی ہوئی تھی ان کے ساتھ جہاز کے عرشہ پر تھا۔ اور دونوں نے اکٹھے سمندر میں چھلانگ لگائی۔ اس نوجوان کو سمندر میں گرتے ہی کشتی مل گئی۔ مگر اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد مولوی صاحب کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ہندو نوجوان کو اپنی پگڑی تحفہ کے طور پر دی۔ حضرت قاضی صاحب مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن کے خالو اور خسر ہیں

اس کے کچھ عرصہ بعد الفضل قادیان میں حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب کا ایک نوٹ چھپا تھا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ مولوی صاحب کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ کسی مقام پر زندہ ہیں مگر بعد میں یہ خبر درست نہ نکلی۔ یہ ہمارے اس مجاہد بھائی کے کچھ حالات ہیں جس نے خدا کی رضا کی خاطر اسی کے فضل سے اپنی جان کی قربانی بھی پیش کر دی۔

مولوی محمد دین صاحب کو جب بلقان کی ریاستوں میں بھجوایا گیا اس وقت جماعت احمدیہ سخت مالی تنگی کے دور سے گزر رہی تھی۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اس قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے اور ہمیشہ کے لئے امن و سلامتی کی فضاء قائم کرنے کے لئے انہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ اس قوم میں جہاں بہت سی برائیاں جڑ پکڑ چکی تھیں وہاں ان میں نیکی کے بیج بھی موجود تھے۔ جس سے احمدیت کے بوٹے پیدا ہوئے۔ لیکن جن برائیوں اور ظلم کی ہواؤں کی لپیٹ میں وہ معاشرہ آ چکا تھا اس کا طبعی نتیجہ تھا جو آج اس قوم کو دیکھنا نصیب ہو رہا ہے۔ البانیہ کا کنگ زوغو بڑی ذلت سے ملک بدر کیا گیا اور اس کے باشندے ہزاروں کی تعداد میں یورپ کے مختلف ممالک میں سیاسی پناہ کی بھیک مانگ رہے ہیں اور یوگوسلاویہ کی بعض ریاستوں کے شہر گرتے جا رہے ہیں اور آبادیاں ویران ہوتی جا رہی ہیں اور کوئی مصنوعی خدا ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس وقت اگر صحیح طور پر ان لوگوں کی مالی اور دعاؤں سے کوئی مدد کر رہا ہے تو وہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں جو ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ ان لوگوں کی ہر طرح مدد کر رہے ہیں

بقیہ : صـ۵

لے کر حاضر ہو جاتی۔ وہ ممالک جو اپنے آپ کو برابری اور بھائی چارے اور انصاف کے محافظ سمجھتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اس قسم کے قتل و غارت پر اپنے سروں کو ندامت سے جھکا لیں۔ یہ سب کچھ ان کی اپنی ہی مہذب دنیا میں ہو رہا ہے۔ کیا یہی بھائی چارہ ہے۔ کیا یہی برابری ہے اور انصاف ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کے ہاتھ ان کی کمر کے پیچھے باندھے ہوئے ہیں انہیں اسلحہ خریدنے کی ممانعت ہے حالانکہ یہ اسلحہ وہ اپنی حفاظت کے لئے خریدنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے معصوم بچوں کی حفاظت کر سکیں۔ بوسنیا کے لوگ اپنی مادر وطن کی حفاظت نہیں کر سکتے اور سربیا کے قصابوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ مار دھاڑ کریں۔ قتل کریں۔ جیسے چاہیں راہزنی کا مظاہرہ کریں اور لوٹ مار کریں۔ اور یہ سب کچھ کرنے پر ان سے کوئی پوچھ کچھ نہیں ہو رہی۔

میرا سر ندامت سے جھک جاتا ہے کہ میں اسی زمین پر زندہ ہوں۔ جہاں سربین درندے زندہ ہیں۔ اور میں ان کی درندگی کا مظاہرہ دیکھ رہی ہوں کہاں ہیں وہ لوگ جن کی انصاف اور انسانی پاسداری کے سلسلے میں اجارہ داری ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ضمیر رخصت پر گئے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ یا تو وہ ایسا کر نہیں سکتے یا وہ یہ چاہتے ہی نہیں کہ سربیا کے قاتلوں کو روکیں۔ مجھے آپ یہ بات ہرگز نہ بتائیں کہ مہذب دنیا کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔

بقیہ : صـ۲

آتا تھا کہ اس کو نیچا دکھایا جائے۔ یہ خود کو سمجھتا کیا ہے۔ میں نظام جماعت کا عہدیدار ہوں۔ اسے کسی بڑے کے پاس پکڑ کر لے جایا جائے اور اس کو تنبیہہ کی جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت دلسوزی سے فرمایا یہ غلط خیال تھا۔ یہ سوچ بالکل غلط ہے۔ عمر اور تجربے کے ساتھ ساتھ مجھے اس بات کا احساس ہو گیا کہ جب بھی نصیحت میں رعونت شامل ہو جائے وہ رحمت کے دائرے سے باہر ہو جاتی ہے اور اپنا اثر ختم کر بیٹھتی ہے۔ نصیحت رحمت سے کی جائے۔ اگر کوئی نہ سنے تو غم پیدا ہو۔ غصہ نہ پیدا ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ دیکھیں گے کہ کہیں اشارۃً بھی ایسا ردعمل سامنے نہیں آتا کہ نصیحت نہ سننے والوں پر غصہ آیا ہو یا ان کو نیچا دکھانے کی ضرورت سمجھی گئی ہو۔ بلکہ ہمیشہ گہرے غم کا پتہ چلتا ہے اتنا گہرا غم تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا پڑا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تو خود کو ہلاک کر لے گا کہ لوگ تیری باتیں کیوں نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں نے بھی جنہوں نے زبان سے اور ہاتھ سے سخت ذہنی اور جسمانی اذیت دی کہ ہمیں کیوں نصیحت کی گئی۔ ان مواقع پر بھی یہی ردعمل حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دکھایا اس مرحلے پر طائف کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز بھرا گئی۔ حضور نے اس دردناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نصیحت کرنے گئے تھے مگر وہاں کے لوگوں نے گلیوں کے چھوکرے اور لونڈے آپؐ کے پیچھے لگا دیئے جن کی جھولیوں میں پتھر تھے جو مسلسل آپ پر برسا رہے تھے۔ اور آپؐ کو ایسی حالت میں شہر سے نکالا کہ آپ کا جسم لہولہان تھا۔ جوتی لہو سے بھیگ گئی تھی لہو کی پھسلن سے پاؤں نہ اٹھتا تھا۔

ایسے موقعے پر اللہ نے فرشتے کو بھیجا کہ اگر تو چاہے تو ایسا زلزلہ ان پر لاؤں کہ یہ شہر ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ اگر ذرا سا بھی غصے کا ردعمل آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہوتا تو فرماتے کہ ہاں ایسا ہی کرو۔ مگر فرمایا اے خدا ایسا نہ کرنا! یہ جانتے نہیں۔ ان کو معاف فرما۔ ان کو ہدایت دے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا غم کی حالت میں قوم سے جب عفو کا سلوک کیا جاتا ہے تو وہ قوم کے لئے رحمت بن جایا کرتا ہے۔ اس لئے نصیحت غم کے جذبے سے کریں۔ اگر کوئی نہیں سنتا تو آپ کا دل غم سے بھر جائے۔ اسی ضمن میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ سے مدد مانگو تو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی نصیحت میں غصہ شامل ہو جائے تو نصیحت کو تھوک دیں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کسی بچی کو اگر اسکی بے احتیاطیوں پر ٹوکنا ہے تو ایک طریق یہ ہے کہ اسے سختی سے کہیں

"چل چھوکری حیا کر۔ بے حیاؤں کی طرح دوپٹے کے بغیر پھر رہی ہے" لیکن اگر انسان کا دل کڑھے، رحم کا جذبہ پیدا ہو اور وہ پیار و محبت سے سمجھائے کہ بی بی یہ طریق ٹھیک نہیں ہے اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بعض لوگ اچھے لوگوں سے نفرت ہی کرتے رہتے ہیں کہ فلاں نیک کیوں ہے۔ بعضوں میں شریکے کی دشمنیاں ہوتی ہیں۔ وہ برائی جو برائی بچیوں میں نظر آئے تو ردعمل بالکل اور ہوتا ہے لیکن اگر اپنوں میں دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ ایسے حالات میں انسان خود کو بے بس محسوس کرتا ہے۔ یہ صبر کا مقام ہے اور یہ صبر دعاؤں میں ڈھلتا ہے۔ پس اس مضمون کو صلوٰۃ کے ساتھ جوڑ کر دیکھیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جن نصیحتوں کے ساتھ عبادت کا تعلق نہ ہو وہ بے کار ہو جاتی ہیں۔ جن کے گھر عبادت سے خالی ہو جاتے ہیں وہ نیک نصیحتیں بھی کریں تو فائدہ مند نہیں ہوتیں اس لئے صبر اور صلوٰۃ سے مدد مانگنے کا حکم ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عام لوگ جو اپنے حسن خلق یا دیگر محرکات کے نتیجے میں نصیحت کرتے ہیں انکی نصیحت اگر اثر نہ دکھائے تو یا تو وہ غصہ میں آ جاتے ہیں یا نصیحت کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو نصیحت کرنے کی ہدایت کی ہے اس میں نصیحت ترک کرنے یا ہتھیار ڈالنے کا کوئی ذکر نہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ بار بار نصیحت کرتا چلا جا اور یہ یقین رکھو کہ ایک دن ضرور کامیابی حاصل ہو گی۔ نصیحت کر کے پھر فارغ نہیں ہو جانا بلکہ صبر کے ساتھ اس پر قائم رہ کر عبادت کرتے رہنا ہے پھر فائدہ ضرور ہو گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس اصول پر عمل کرنے سے دعوت الی اللہ میں بھی غیر معمولی تیزی پیدا ہو گی۔ اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں دعوت الی اللہ بڑی تیزی سے ہو رہی ہے۔ اب یہ ایک دو ممالک کی بات نہیں بلکہ فوج در فوج جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا سلسلہ جاری ہے ایسے نئے احمدیوں کو بھاری نصیحت کرنے کے لئے نصیحت کرنے کا ٹھوس نظام چاہئے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ واپس بھی چلے جاتے ہیں۔

ہمیں صرف تعداد کی ضرورت نہیں اسے سمیٹنا بھی ضروری ہے اور جسم کا حصہ بنانا ضروری ہے خصوصیت سے افریقہ کے ممالک میں جہاں کثرت سے بیعتیں ہو رہی ہیں وہاں پر کثرت سے ایسی تربیتی کلاسیں شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ بار بار تربیت کے کیمپ کھولے جائیں۔ نئے آنے والوں کے لئے نماز کی محبت، رحمت

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۶ مئی - شدید گرمی اور لُو کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے - گرمی میں کمی کے کوئی آثار نہیں آتے -

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عوام پارلیمنٹ کی حاکمیت بحال دیکھنا چاہتے ہیں - پانچ سال کے دوران تین بار قومی اسمبلی کو توڑا گیا بار بار اسمبلیاں ٹوٹنے سے عوام میں مایوسی پھیلتی ہے - آئندہ انتخابات ہمارے لئے ایک آزمائش ہیں صدر مملکت نے ہماری تجاویز کا جائزہ لینے کا وعدہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ افغان جنگ کے خاتمے کے بعد پاکستان کو تنہا کر دیا گیا ہے - منصفانہ انتخابات کے نتیجے میں پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو تو ملک کی تنہائی دور کرنے کی کوشش کریں گے - انہوں نے مغربی ملکوں سے کہا کہ دہشت گردی کا مسئلہ انتخابات تک مؤخر کر دیا جائے - انہوں نے کہا کہ میں پاکستان میں مثبت تبدیلی کی نمائندہ ہوں - انہوں نے کہا کہ یورپ کے دل میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے - انسانی حقوق کے علم بردار مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے قتل پر خاموش ہیں - یہ باتیں انہوں نے امریکہ کے شہر اٹلانٹا میں دنیا بھر سے آئے ہوئے صحافیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہیں - یہ پروگرام سی این این نے پیش کیا تھا -

○ امریکہ کے سابق صدر مسٹر جمی کارٹر نے کہا کہ انہیں توقع ہے کہ پاکستان میں عام انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہونگے - محترمہ بے نظیر نے سابق صدر سے درخواست کی کہ وہ کلنٹن انتظامیہ پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں کہ پاکستان کو دہشت گرد ملک نہ قرار دیا جائے -

○ امریکہ نے، بقول اس کے دہشت گرد ممالک، ایران، عراق، لیبیا، کیوبا اور شمالی کوریا کے اثاثے ضبط کر لئے ہیں - عراق کے اثاثے ایک ارب اور لیبیا کے ۹۰ کروڑ ڈالر کے تھے -

○ امریکی وزیر خارجہ جان کرسٹوفر برسلز پہنچ گئے ہیں جہاں وہ بوسنیا کے امن منصوبے پر عملدر آمد کے انتظامات کے بارے میں تبادلہ خیال کریں گے -

○ واشنگٹن میں مشرق وسطی امن مذاکرات میں شریک وفود نے مذاکرات میں ایک ہفتے کی توسیع پر اتفاق کر لیا ہے - شامی نمائندے نے کہا ہے کہ اب تک کے نتائج توقع کے مطابق نہیں - فلسطینی وفد نے کہا کہ مثبت پیش رفت تک مذاکرات جاری رکھیں گے -

○ بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی کے قتل کے الزام میں ۲۶ افراد کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے -

○ واپڈا نے کہا ہے کہ ملک میں موجودہ لوڈ شیڈنگ دریا میں پانی بڑھنے تک جاری رہے گی - اگر بارشیں نہ ہوئیں تو یہ سلسلہ جون تک بھی جاری رہ سکتا ہے -

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر چاہتی ہیں کہ امریکہ پروگرام کے مطابق انتخابات کرانے کے لئے صدر اسحاق پر دباؤ ڈالے -

○ پاکستان نے مسئلہ کشمیر حل کرانے کے لئے امریکی پیشکش کا خیر مقدم کیا ہے -

○ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ اگر صدر نے بے نظیر کے ساتھ مل کر ہی سازش کرنی تھی تو بے نظیر کے خلاف ریفرنسوں پر قومی خزانے سے کروڑوں روپے کیوں خرچ کئے گئے - انہوں نے ملتان میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں عوام کی طاقت کے ساتھ واپس آؤں گا - اور مفاد پرستی اور منافقت کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دوں گا - انہوں نے کہا کہ صدر کا برسر اقتدار رہنا ملک کے لئے سخت خطرناک ہے -

درخواست دعا

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ:

خاکسار کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی مکرم چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور زیادہ علیل ہو گئے ہیں - مورخہ ۳ مئی ۱۹۹۳ء کو آپ فوری طور پر اپنے بیٹے عزیزم ڈاکٹر غلام مقتدا صاحب کے پاس چلے گئے ہیں - جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا علاج ہو گا - احباب دعا کریں علاج ہر طرح کامیاب ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں جلد کامل و عاجل صحت عطا فرمائے

بقیہ: صـ۲ سے آگے

اور صبر کے ساتھ رائج کی جائے - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ہم ان دو بنیادی باتوں یعنی رحمت اور صبر کے ساتھ کام لیں گے تو جماعت کو کوئی خطرہ نہ ہو گا -

آخر میں حضور نے بیان فرمایا کہ چونکہ میں نے جمعہ کے فوراً بعد سفر پر جانا ہے اس لئے جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرنی ہو گی اور تمام احباب امام کی اطاعت میں نماز جمع کریں -

ضروری نوٹ: - خطبہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ ۲۱ مئی سے خطبہ کا آغاز لندن کے وقت کے مطابق ایک بجکر ۲۰ منٹ پر ہوا کرے گا - پاکستان کے وقت کے مطابق یہ وقت ۵ بجکر ۲۰ منٹ ہو گا -

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے
بارعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱- لنک میکلوڈ روڈ - لاہور
پر تشریف لائیے
فون: ۲۳۱۶۸۱، ۲۳۱۶۸۰، ۲۲۳۲۰۴

شہزاد سیلنگ فین ۴۸" ۴۲۵ روپے ۵۶" ۴۷۵ روپے
خان سینیٹری ورکس
اقصیٰ روڈ - ربوہ
فون نمبر ۸۳۱

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش اینٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت ۔/۱۳۵۰۰ ڈش ۱۲' بمع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱- بال روڈ - لاہور
فون نیا: ۶۳۶۵۰۸، ۳۵۵۴۲۲
فون پرانا: ۳۶۶۵۰۸، ۶۱۹۲۴

کیا آپ کو
پیٹ درد، قبض، اسہال، پیچش، گیس، بدہضمی، معدہ کی سوزش اور السر وغیرہ میں دواؤں کے استعمال سے فائدہ نہیں ہو رہا؟
تو
ڈائی جسٹ کیوریٹو سمیل
DIGEST CURATIVE SMELL
سے صرف سونگھنے سے آرام آسکتا ہے
ایک شیشی تمام گھر کیلئے کافی ہے۔
میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعائیت کے ساتھ (WITH MONEY BACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔
قیمت پاکستان میں 20-00 روپے فی شیشی
ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10-00 روپے
ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ معہ ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کے لئے ریٹ الگ الگ)
روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا پرس RS150 میں دستیاب ہے۔
لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔
موجد:- ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
آر ایم پی- ایم اے- ایل ایل بی- فاضل عربی-
مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ-
بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن
پیشکش:- کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل
گول بازار ربوہ
فون آفس 771، کلینک 606، رہائش 607

حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۔/۱۶
۶۰ گرام ۔/۴۸

اکسیر اولاد نرینہ
(کورس)
۔/۱۵۰ روپے

زد جام عشق
خاص
۔/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
۔/۵ روپے

تریاق معدہ
۔/۱۰ روپے
۔/۲۰ روپے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ
فون: ۶۳۴ ٹیکس: ۵۳۴-۴۵۲۴